شمارہ نمبر ۱

وَقُل جَاءَ الحَقُّ وَزَهَقَ البَاطِلُ ۚ إِنَّ البَاطِلَ كَانَ زَهُوقاً

جون/جولائی ۲۰۱۷ء

# الاجماع

## رمضان ایڈیشن

★ ۲۰ رکعت تراویح پر کفایت اللہ سنابلی کے اعتراضات کے جوابات ★ عیدین کی رات میں عبادت، احادیث کی روشنی میں

★ عورتوں کا اعتکاف گھر میں افضل ہے ارشاد الحق اثری کے مضمون کا تحقیقی جائزہ

ALIJMA
FOUNDATION

ناشر: الاجماع فاؤنڈیشن

Www.AlnomanMedia.com

AlnomanMediaServices@gmail.com

Facebook.com/AlnomanMediaServices

"دفاع احناف لائبریری" موبائل ایپلیکیشن پلے سٹور سے ڈاؤنلوڈ کریں

App link https://tinyurl.com/DifaEahnaf

## زبان سے روزے کے نیت کرنے کا حکم

**مفتی ابن اسماعیل المدنی**

نیت دل کے ارادہ کا نام ہے ،اور تمام عبادتوں میں اصل اعتبار اسی کا ہے۔[36] اور زبان دل کی ترجمان ہوتی ہے ، اس لئے اگر کسی نے زبان سے بھی نیت کے الفاظ کہہ لئے تو اس سے دل کے ارادہ میں اور پختگی پیدا ہوتی ہے۔زبان سے کہنا دل کے عمل کی دلیل ہوتی ہے۔[37] اور زبان سے بھی نیت کے الفاظ کہہ لینا اس شخص کیلئے خاص طور پر مستحب ہے ، جو اپنی فکروں کی وجہ سے دل کی یکسوئی نہیں پاتا۔

اگر کسی نے زبان سے روزے کے نیت کی تو یہ **جائز ہے**۔ اور اس کے **جواز کی دلیل** یہ ہے کہ حضرت نبی کریم ﷺ اپنے گھر تشریف لاتے اور سوال فرماتے کہ کچھ کھانے کو ہے ؟ اگر یہ جواب ملتا کہ نہیں ہے تو آپ ارشاد فرماتے " **فإني صائم** " پھر تو میں روزہ رکھ لیتا ہوں ، اسی طرح یہ طریقہ کئی صحابہ کرام سے صحیح بخاری اور دوسری کتب حدیث میں منقول ہے۔[38]

اس حدیث سے استدلال اس طرح کیا گیا ہے کہ : اس حدیث کو تمام محدثین نے روزہ کی نیت کرنے کے باب میں ذکر کیا ہے۔یعنی محدثین بھی آپ ﷺ کے اس جملہ سے یہی معنی لے رہے ہیں کہ آپ ﷺ **فإني صائم** کہہ کر روزہ کی نیت کر رہے ہیں۔

تو اس حدیث سے صاف طور پر یہ معلوم ہوگیا کہ اگر کسی نے دل کے ارادہ کے ساتھ ساتھ زبان سے بھی نیت کے الفاظ کہہ دیئے تو یہ جائز ہے، بدعت نہیں ہے۔

**دوسری دلیل یہ ہے** کہ غیر مقلدین کے محدث عصر شیخ البانیؒ 'کیا احرام کی نیت زبان سے کرنی چاہئے' کے سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں : نیت کی جگہ اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ اپنے دل میں نیت کرے کہ وہ فلاں آدمی یا اپنے بھائی یا فلاں بن فلاں کی طرف سے حج کرہا ہے، زبان سے کہنا مستحب ہے۔

نیز شیخ البانی قیاس فرمارہے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حج اور عمرہ کا تلبیہ زبان سے ادا کیا تھا اور صحابہ کرامؓ نے بھی ایسا ہی کیا تھا ، اسلئے اگر کوئی حج کی نیت دل کے ساتھ زبان سے بھی کرلے تو مستحب ہے۔(فتاوی البانیہ : ج ۱ : ص ۳۳۳)

جب غیر مقلدین کے نزدیک احرام کی نیت زبان سے کرنا مستحب ہے تو ہم دوسری عبادات کو احرام پر قیاس کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ دوسری عبادت میں بھی زبان سے نیت کرلنا کم از کم جائز تو ضرور ہوگا۔ اس لحاظ سے بھی سحری کے وقت روزے کے نیت زبان سے کرنے کو بدعت قرار دینا مردود ہے۔

---

[36] النية عمل القلب ،ويتأدى به سائر العبادات۔(المبسوط للسرخسی ۱۴۷/۸)

[37] والتلفظ بها مستحب إعانة للقلب۔(اللباب فی شرح الکتاب ۶۳/۱) لان النية عمل القلب والذكر باللسان دليل عليها۔(بدائع ۷۱/۵)

[38] (صحيح البخاري:باب بَاب إِذَا نَوَى بِالنَّهَارِ صَوْمًا، صحيح مسلم: ج ۲ : ص ۸۰۸)

جہاں تک نیت میں ' غداً ' لفظ کہنا ہے ، اس کو یہاں پر کل کے معنی میں سمجھنا درست نہیں ، اور یہ کہنا کہ روزہ آج رکھ رہے ہیں اور نیت کل کی کر رہے ہیں ، یہ جہالت ہے۔

کیونکہ آنے والے دن میں روزہ رکھنے کے لئے رات میں نیت کے وقت 'غدا' کا لفظ استعمال کرنا خد حافظ اابن تیمیہ ؒ اور فتاویٰ لجنہ دائمہ کے نزدیک درست ہے۔(الفتاویٰ الکبریٰ لابن تیمیہ ۳۷۵/۵ ، فتاویٰ لجنہ دائمہ ۲۱/۹)

لہذا یہ اعتراض بھی باطل اور مردود ہے۔

**ص۶۶ کے مضمون کا باقی حصہ**

**ساتویں صدی ھجری (م۶۰۱ھ تا م۷۰۰ھ) میں** امام موفق الدین ابن قدامۃ (م۶۲۰ھ) فرماتے ہیں کہ "مسألة:قال:(وقيام شهر رمضان عشرون ركعة، يعني صلاة التراويح)وهي سنة مؤكدة"۔**(المغنی ۶۰۱/۲)** مزید فرماتے ہیں "ثم(التراويح)وهي عشرون ركعة يقوم بها في رمضان في جماعة ويوتر بعدها في الجماعة، فإذا كان له تهجد جعل الوتر بعده"۔**(المقنع ، ص ۵۸)**،امام رافعی ؒ(م۶۲۳ھ) کہتے ہیں کہ "صلاة التراويح عشرون ركعة بعشر تسليمات"۔**(الشرح الكبير للرافعی : ج۴ : ص ۲۶۴)**،امام ابن قطان الفاسی ؒ (م۶۲۸ھ) رقم طراز ہیں کہ "عشرون ركعة، عن علي رضي الله عنه، وشتير بن شكل وهو الصحيح عن أبي بن كعب من غير خلاف من الصحابة، وهو قول الجمهور"۔**(الإقناع في مسائل الإجماع:ج۱ : ص ۱۷۴)**، امام نووی ؒ(م۶۷۶ھ ) فرماتے ہیں کہ "اعلم ان صلاة التراويح سنة باتفاق العلماء، وهي عشرون ركعة يسلم من كل ركعتين"۔**(کتاب الاذکار للنووی ، صفحہ ۳۱۰)** مزید فرماتے ہیں "مذهبنا أنها عشرون ركعة بعشر تسليمات غير الوتر، وذلک خمس ترويحات، والترويحه أربع ركعات بتسليمتين، هذا مذهبنا، وبه قال ابو حنيفة واصحابه، وأحمد وداؤد وغيرهم، ونقله القاضی عياض عن جمهور العلماء"۔**(المجموع ۵۲۷/۳)** **آٹھویں صدی ھجری (م۷۰۱ھ تا م۸۰۰ھ) میں** امام ابن تیمیہ ؒ(م۷۲۸ھ ) فرماتے ہیں کہ "فلما جمعهم عمر على أبی بن كعب كان يصلی بهم عشرين ركعة ثم يوتر بثلاث"۔**(مجموع الفتاویٰ ۲۷۲/۲۲)** مزید فرماتے ہیں "فإنه قد ثبت أن أبی بن كعب كان يقوم بالناس عشرين ركعة فی قيام رمضان، ويوتر بثلاث، فرأى كثير من العلماء أن ذلک هو السنة، لأنه أقامه بين المهاجرين والانصار، ولم ينكره منكر"۔**(مجموع الفتاویٰ ۱۱۲/۲۳)** ، امام سبکی ؒ(م۷۵۶ھ ) فرماتے ہیں : "اعلم انه لم ينقل كم صلى رسول الله ﷺ تلک الليالی، هل هو عشرون أو أقل، قال ومذهبنا أن التراويح عشرون ركعة"۔قله الامام السيوطی فی المصابيح (۴۱، ۴۲) **نویں صدی ھجری (م۸۰۰ھ تا م۹۰۰ھ) میں** امام زین الدین العراقی ؒ(م۸۰۸ھ ) جو امام ابن حجر کے استاد ہے ، فرماتے ہیں "لكن عمر رضی اللہ عنہ لما جمع الناس على صلاة التراويح فی شهر رمضان مقتدين بأبی بن كعب صلى بهم عشرين ركعة غير الوتر وهو ثلاث"۔ **(طرح التثريب شرح التقريب ۹۷/۳)** ، امام تقی الدین ابو بکر الحسینی ؒ(م۸۲۹ھ ) فرماتے ہیں "فجمعهم على أبی رضی اللہ عنہ ووضب لهم عشرين ركعة وأجمع الصحابة مع على ذلک"۔ **(كفاية الاخيار : ص۱۱۳)**

باقی ص۱۱۰ پر ہے۔

## افطار سے پہلے کی دعاء کا مسئلہ اور غیر مقلدین کو منہ توڑ جواب۔

**مولانا نذیر الدین قاسمی**

غیر مقلدین اپنی عادت کے مطابق یہ شور مچا رہے ہیں کہ افطار کی "دعاء اللھم لک صمت وعلی رزقک افطرت" حضور ﷺ سے ثابت نہیں ، اور جس حدیث میں یہ الفاظ آئے ہیں وہ ضعیف ہے۔

اس مسئلہ پر تحقیق درجِ ذیل ہے :

امام أبو عبد الرحمن محمد بن فضیل بن غزوان بن جریر الضبي الكوفي ؒ(م ۱۹۵ھ) فرماتے ہیں :

**حدثنا حصين، عن أبي زهرة، قال: كان النبي ﷺ إذا صام، ثم أفطر يقول: اللهم لك صمت، وعلى رزقك أفطرت۔**

خلاصہ یہ کہ ابو زہرہ ؒفرماتے ہیں کہ جب نبی ﷺ افطار کرتے تو فرماتے" اللھم لک صمت وعلی رزقک افطرت"۔(الدعاء للضبی ، حدیث نمبر : ٦٦)

**تنبیہ :** یہ روایت مرسل ہے اور مرسل روایت جمہور محدثین کے نزدیک حجت ہے۔

اور مزید امام ابوداؤد ؒ(م ۲۷۵ھ) نے بھی یہ روایت کو اپنی سنن میں نقل کیا ہے ، اور اس کو نقل کرنے کے بعد امام ابو داؤد ؒنے سکوت اختیار کیا ہے۔(سنن ابی داؤد ، حدیث /۲۳۵۸) جو کہ غیر مقلدین کے نزدیک روایت کے معتبر ہونے کی دلیل ہے۔[39]

مزید اس روایت کے شواہد بھی موجود ہیں ، جو کہ درجِ ذیل ہیں :

۱ - حضرت انس ؓفرماتے ہیں کہ رسول اللہ جب افطار فرماتے تو یہ پڑھتے " بسم اللہ، اللھم لک صمت وعلی رزقک افطرت" ۔(معجم الاوسط للطبرانی ۷/۲۹۸۔ضعیف )

۲ - الربیع بن خثیم ؒ(م ۶۳ھ) سے بھی یہی دعاء ثابت ہے۔(الطبقات الکبری : ج ۶ : ص۲۲۶ ، واسنادہ صحیح)

اور مولانا رئیس ندوی سلفی اہل حدیث عالم لکھتے ہیں کہ :

مرسل حدیث احناف ومالکیہ کے نزدیک مطلقاً حجت ہے ، اور دوسرے اہل علم کے نزدیک بعض شرائط کے ساتھ حجت ہے، جن میں سے ایک یہ ہے کہ وہ دوسری متصل سند سے ، خواہ ضعیف ہو مروی ہو۔(نمازِ جنازہ اور اس کے مسائل / ۴۶ )

[39] ص ۵۳۔

معلوم ہوا کہ **خود اہل حدیث کے نزدیک** بھی مرسل روایت دوسری متصل ضعیف روایت کی موجودگی میں مقبول ہوتی ہے۔ایسی روایت کو' مرسل معتضد' کہتے ہے جو کہ غیر مقلدین کے نزدیک بھی حجت ہے۔[40]

یہی وجہ ہے کہ امام الشیرازیؒ(٤٧٦ھ)، امام غزالیؒ(م ٥٠٥ھ)، امام الحافظ بغویؒ(م ٥١٦ھ) اور امام النوویؒ(م ٦٧٦ھ)نے اس دعاء کو افطار کے وقت پڑھنے کو سنت و مستحب لکھا ہے۔(المھذب للشیرازی: ج ١: ص ٣٤٣، الوسیط في المذھب للغزالی: ج ٢: ص ٥٣٦، التھذیب للبغوی: ج ٣: ص ١٨٣، المجموع: ج ٦: ص ٣٦٢) شیخ محمد بن صالح العثیمینؒ (م ١٤٢٠ھ) بھی اس دعاء کے پڑھنے کے قائل ہے۔ (مجموع الفتاوی : ج ٢٠: ص ٢٦١)

**نوٹ :**

اس دعاء میں" وعلیک توکلت" کے الفاظ بھی ایک روایت میں موجود ہیں جو کہ حضرت انسؓ سے مروی ہے۔ (کنزالعمال: ج ٨: ص ٥٠٩)[41]

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ بہتر یہ ہے کہ افطار کے وقت صرف "اللھم لک صمت وعلی رزقک افطرت" پڑھے۔ لیکن اگر کوئی "اللھم لک صمت وبک آمنت وعلیک توکلت وعلی رزقک افطرت" پڑھے تو اس کی گنجائش ہے اور یہی محدث ملا علی قاریؒ کا کہنا ہے۔(مرقاۃ ٤/٤٨٩)

**غیر مقلدین کی دلیل کا حال :**

بعض حضرات کہتے ہیں کہ افطار کے وقت یہ دعاء پڑھنی چاہیے : "ذھب الظمأ وابتلت العروق وثبت الاجر إن شاء اللہ "۔

**الجواب :** یہ دعاء دراصل افطار کرنے کے بعد کی ہے۔ چنانچہ خود اس روایت میں موجود دعاء کے الفاظ بتارہے ہیں کہ یہ دعاء افطار کرنے کے بعد کی ہے۔

"ذھب الظمأ وابتلت العروق وثبت الاجر إن شاء اللہ " پیاس بجھ گئی ، رگیں تر ہوگئیں ، اور اجر ثابت ہوگیا ان شاء اللہ۔

اور شاید یہی وجہ ہے کہ اہل حدیث مبلغ ابوزید ضمیر صاحب کہتے ہیں کہ یہ دعاء افطار کرنے کے بعد پڑھی جائے۔[42]

لہٰذا یہ دعاء اللھم لک صمت والی دعاء کے خلاف نہیں ہے ، بلکہ یہ دونوں الگ الگ وقت کی دعاءہے اور اس دعاء کا افطار کے بعد پڑھنا ہمارے نزدیک بھی صحیح ہے ، لیکن دونوں کو ایک وقت کی دعاء قرار دینا غلط ہے۔

---

[40] تفصیل ص : ٦٣ پر ہیں۔

[41] مگر اس کی سند نہیں ملی۔

[42] https://www.youtube.com/watch?v=P0snusJ8Wp8